بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

نگران اصول
مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۹	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۱ء	نمبر ۷

رسالہ شانِ حدیث کا اہم باب

تالیف سنن ومسانید وتصانیف کتب احادیث وآثار

(از جناب مولانا ابو الطیب محمد عبد الصمد صاحب مبارکپوری)

عام طور پر مشہور ہے کہ حدیث کی پہلی کتاب امام مالکؒ کی "موطا" ہے لیکن اس سے پیشتر بھی بہت سی کتابیں چھوٹی بڑی اور متعدد مجموعے حدیث کے مرتب ومدون ہو چکے تھے۔ خود امام مالکؒ کے زمانہ میں "موطا" نامی اور بہت سی کتابیں تصنیف ہوئیں مگر وہ مشہور اور رواج پذیر نہ ہوئیں امام مالکؒ نے اپنے دست خاص سے ایک لاکھ حدیث لکھی۔ علامہ زرقانی مقدمہ شرح موطا میں تحریر کرتے ہیں "اخذ من تسعمائۃ شیخ فاکثر وما افتی حتی شھد لہ سبعون اماما انہ اھل لذلک وکتب بیدہ مائۃ الف حدیث وجلس للدرس وھو ابن سبعۃ عشر عاما وصارت حلقتہ اکبر من حلقۃ مشائخہ فی حیاتھم وکان الناس یزدحمون علی بابہ لاخذ الحدیث والفقہ کازدحامھم علی باب السلطان" یعنی امام مالکؒ نے نوصد (۹۰۰) اساتذہ سے زائد سے علم حاصل کیا اور جب تک کہ ستر اہل علم نے یہ گواہی نہ دی کہ وہ فتویٰ دینے کے اہل ہیں اسوقت تک فتویٰ نہ دیا اور اپنے ہاتھ سے لاکھ حدیث لکھی اور حدیث وغیرہ پڑھانے کیلئے نشست فرمایا اس وقت ان کا سن سترہ برس کا تھا۔ ان کا حلقہ ان کے شیوخ و

اساتذہ کے حلقہ سے اساتذہ کی زندگی میں وسیع تر ہوگیا۔ لوگ ان کے دروازہ پر حدیث اور فقہ پڑھنے کے لئے
اس طرح بھیڑ کرتے تھے جس طرح سے بادشاہ کے دروازہ پر (عطیہ اور بخشش وغیرہ کے وقت) بھیڑ ہوتی ہے۔

امام[۱] ابومسعود معافی بن عمران موصلی نے کئی علوم تصنیف کئے تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں " فقال صنف المعافی السُّنَن والزُّهد والادب والفتن وغیر ذلك (تذکرہ ص۲۶۵ ج۱) یعنی امام ابوزکریا محمد بن یزید ازدی نے معافی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے سنن اور زہد و ادب و فتن وغیرہ علوم کو تصنیف کیا۔ مُعافی کا انتقال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

امام[۲] محمد بن جعفرؒ کے پاس جو غندر کے لقب سے مشہور ہیں کتاب تھی جس کی بابت امام یحیی بن معین رح فرماتے ہیں۔ کان غندر اصح الناس کتابا اراد بعض ان یخطئہ فلم یقدر (تذکرہ ص۲۷۷ ج۱) یعنی غندر کے پاس بہت صحیح کتاب تھی بعض محدث نے ارادہ کیا کہ اس میں غلطی نکالیں لیکن نکال نہ سکے" امام عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کنا نستفید من کتب غندر فی حیاۃ شعبۃ (تذکرہ ص۲۷۷ ج۱) ہم لوگ شعبہ کی زندگی میں غندر کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے رہے" دور دراز مقامات سے لوگ حدیث پڑھنے کے لئے امام غندر کے پاس آتے تھے ان کی وفات ۱۹۳ھ میں ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام[۳] عبداللہ بن وہب بن مسلم مصری جو زبردست محدث اور ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے انھوں نے علوم تصنیف کئے تھے۔ خالد بن خداش کہتے ہیں" قرئ علی ابن وهب کتابہ فی اهوال القیامۃ فخر مغشیا علیہ فلم یتکلم بکلمۃ حتی مات بعد ایام (تذکرہ ص۲۸۰ ج۱) یعنی امام ابن وہب کے پاس ان کی کتاب اہوال قیامت کی بابت پڑھی گئی پس وہ بیہوش ہوکر گر پڑے اور اس کے بعد ایک لفظ نہ بولے یہاں تک کہ کئی دنوں کے بعد انتقال کرگئے۔ عبدالرحمن بن قاسم فقیہ کہتے ہیں ما دوّن العلم احد تدوینہ (تذکرہ ص۲۸۱ ج۱) یعنی عبداللہ بن وہب کی طرح کسی نے علم کی تدوین نہیں کی"۔ امام ابوزرعہ ان کی شان میں فرماتے ہیں" نظرت فی نحو ثلاثین الف حدیث لابن وهب (تذکرہ ص۲۸۱ ج۱) میں نے ابن وہب کی تقریباً تیس ہزار حدیثوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک کتاب بنام موطا تصنیف فرمائی تھی حافظ ذہبی تذکرہ میں لکھتے ہیں وصنف موطا کبیرا امام ابن وہب نے ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

امام[۴] عبدالوہاب ثقفی بصری جو ایک جلیل القدر اور ثقہ محدث تھے ان کے پاس حدیث کی کتاب تھی جس کی بابت امام علی بن مدینی شیخ امام بخاری فرماتے ہیں" لیس فی الدنیا کتاب عن یحیی بن سعید اصح من کتاب عبدالوهاب" (تذکرہ ص۲۹۵ ج۱) یحییٰ بن سعید کی روایت سے دنیا میں کوئی کتاب عبدالوہاب کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ امام عبدالوہاب کا انتقال ۱۹۴ھ میں ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ"

امامؒ یزید بن ہارون جو نہایت قوی الحافظہ محدث تھے خود بیان کرتے ہیں کہ "احفظ اربعة و عشرین الف حدیث بالاسناد" میں چوبیس ہزار حدیث مع اسناد کے یاد رکھتا ہوں۔ ان کے پاس حدیث کی کتاب تھی اور نابینا ہوجانے کے بعد جب ضرورت ہوتی تو اس کو منگوا کر پڑھواتے تھے۔ ان کا اثر اور رعب اسقدر تھا کہ خلیفہ مامون کہا کرتا تھا "لولا مکان یزید بن ھرون لاظهرت ان القرآن مخلوق" اگر یزید بن ہارون کا دبدبہ نہ ہوتا تو میں قرآن کے مخلوق ہونے کا اعلان کرتا، کہا گیا یزید سے تجھے کس بات کا خطرہ ہے اس نے جواب دیا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں گا تو وہ میرا رد کرینگے اور لوگوں میں اختلاف و فتنہ پڑ جائے گا۔ انھوں نے ۲۰۶ھ میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امامؒ حماد بن اسامہ کوفی جو محدث عظیم الشان اور حجت و ثقہ تھے جن کی حدیث صحاح ستہ میں مروی ہے اور ساری امت نے ان کی حدیث کو قبول کیا ہے کہتے ہیں کتبت باصبعی هاتین مائتا الف (تذکرہ ص۲۹۵ ج۱) میں نے اپنی ان دو انگلیوں سے ایک لاکھ حدیث لکھی ہے۔"

امامؒ سلیمان بن بلال تیمی مدنی حافظ حدیث جن کی نسبت علامہ ابن سعد فرماتے ہیں کان بربریا جمیلا حسن الهیئة ثقة عاقلا یفتی بالمدینة وولی الخراج بها قال یحیی بن معین ثقة صالح (تذکرہ ص۲۱۶ ج۱) سلیمان بربری خوبرو خوش ہیئت ثقہ دانا تھے مدینہ میں فتوی دیتے تھے اور وہاں کے خراج کے والی و حاکم تھے امام یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ ثقہ اور صالح ہیں۔" ان کے پاس کتابیں تھیں اور اپنے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ کتابیں عبدالعزیز بن ابی حازم کو دیدی جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حافظ ذہبی عبدالعزیز بن ابی حازم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں وقال مصعب الزبیری اوصی الیه سلیمان بن بلال بکتبه فکانت عنده (تذکرہ ص۲۴۴ ج۱) سلیمان ابن بلال نے ۱۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ (تذکرہ ص۲۱۶ ج۱)۔"

امامؒ زہیر بن معاویہ کوفی حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور جب حدیث کو اپنے شیخ سے دوبارہ سن چکتے تو اس پر لفظ فرغت لکھدیتے۔ کان زهیر اذا سمع الحدیث من الشیخ مرتین کتب علیه فرغت (تذکرہ ص۲۱۵ ج۱) امام زہیر نے ۱۷۳ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امامؒ عبدالعزیز بن عبداللہ الماجشون مدنی ایک ذی شان اور معزز محدث ہیں۔ امام زہری و عبداللہ بن دینار، سعد بن ابراہیم وہب بن کیسان اور عبدالرحمن بن قاسم وغیرہم سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ ان کی نسبت تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے "وقال احمد بن کامل له کتب مصنفة رواها عنه ابن وهب (تذکرہ ص۲۰۶ ج۱) احمد بن کامل کہتے ہیں کہ امام عبدالعزیز کی تصنیف کردہ بہت سی کتابیں ہیں جن کو ان سے ابن وہب نے روایت کیا ہے۔" اور ابوالولید طیالسی ان کے حق میں کہتے ہیں "کان یصلح للوزارة" امام عبدالعزیز منصبِ

وزارت کے لائق تھے، انھوں نے سنہ ١٦٤ھ اور بقول دیگر سنہ ١٦٦ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔"

امام[10] لیث بن سعد شیخ عصر و رئیس مصر جو ایک محدث جلیل اور عالم نبیل تھے بڑے صاحب ثروت و جاہ تھے اور صحاح ستہ میں ان سے حدیثیں مروی ہیں امام مالک کے ہمعصر اور ہم پلہ تھے جود و سخا میں اپنا ثانی اور نظیر نہیں رکھتے ان کی سخاوت و عطیات کا حال ہم دوسری جگہ لکھیں گے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں "مناقب اللیث عدیدۃ وھو امام حجۃ کثیر التصانیف (تذکرہ ص۲۹/۱ج) امام لیث بن سعد کے مناقب و فضائل بہت ہیں وہ ایک امام ہیں حجت ہیں ان کی تصانیف بہت ہیں سنہ ١٧٥ھ میں انتقال فرمایا۔

امام[11] حماد بن سلمہ بصری ایک کبیر الشان محدث ہیں۔ امام علی بن مدینی استاد امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ یحیی بن ضُریس کے اس حماد بن سلمہ کی سند سے دس ہزار حدیثیں تھیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں" ھو اول من صنف التصانیف مع ابن ابی عروبۃ وکان بارعا فی العربیۃ" (تذکرہ ص۱۹/۱ج) یعنی حماد بن سلمہ نے سعید بن ابی عروبہ کے ساتھ پہلے پہل کتابیں تصنیف کیں اور عربیت میں بڑی فوقیت رکھتے تھے" امام عمرو بن عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن سلمہ سے دس ہزار سے زائد حدیثیں لکھیں" حماد بن سلمہ نے سنہ ١٦٧ھ میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام[12] عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج جو مشہور فقیہ و محدث ہیں اور صاحب تصانیف ہیں۔ جن کی بابت امام عبد الرزاق بیان کرتے ہیں۔ ما رأیت احدا احسن صلوۃ من ابن جریج کنت اذا رأیتہ علمت انہ یخشی اللہ" (تذکرہ ص۱۶۰/۱ج) یعنی میں نے کسی کو ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب میں ان کو دیکھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیشک اللہ سے ڈرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کان من اوعیۃ العلم وھو وابن ابی عروبۃ اول من صنف الکتب (تذکرہ ص۱۶۰/۱ج) امام ابن جریج علم کے ظرف ہیں انھوں نے اور ابن ابی عروبہ نے سب سے پہلے کتابیں لکھیں" انھوں نے سنہ ١٥٠ھ میں رحلت فرمائی۔

امام[13] ربیع بن صبیح کے سر بھی تصنیف کتب و جمع و تدوین حدیث کی اولیت و اقدمیت کا سہرا ہے اسی طرح امام علامہ حافظ[14] ابو اسحٰق ابراہیم بن نصر سورینی مطوعی نے ایک مسند تالیف فرمایا تھا۔ اور امام حافظ ابو عثمان[15] سعید بن منصور مروزی نے جمع کیں اور کتابیں لکھیں۔ امام ابو حاتم ان کی شان میں فرماتے ہیں" ثقۃ من المتقنین الاثبات ممن جمع وصنف" اور علامہ حرب کرمانی کہتے ہیں املی علینا نحوا من عشرۃ الاف حدیث من حفظہ (تذکرہ ص۵/۲ج) انکا انتقال سنہ ٢٢٧ھ میں ہوا۔

ان ائمہ اعلام کے علاوہ اور محدثین نے بھی اس خدمت مبارک کیلئے کمر ہمت چست کی اور اس میدانِ وسیع کی رہ نوردی فرمائی۔ امام[16] ابو عمرو اوزاعی شامی امام[17] سفیان بن سعید ثوری کوفی آسمانِ علم کے درخشاں ستارے اور سلسلۂ تصنیف و جمع کتب حدیث کی پہلی کڑی ہیں جو رہتی دنیا تک گوہرہائے روشن کی طرح تاباں و درخشاں

اور افق علم وفن پر کواکب نیرہ کی طرح ہمیشہ طالع وساطع نظر آتے رہیں گے۔

اسی مقدس ومبارک گروہ کی صف آخر میں بیٹھنے والے اسی کے نقش قدم پر چلنے والے اسی نقش کی ایجاد کرنے والے مقبول وظفریاب طائفہ سے طرز نقاشی سیکھنے والے ائمہ وعلماء وفقہاء محدثین مثلاً عبید اللہ[۱۸] بن موسیٰ عبسی کوفی۔ مسدد[۱۹] بن مسرھد بصری اسد[۲۰] بن موسیٰ اموی نعیم[۲۱] بن حماد خزاعی نزیل مصر نے ایک ایک مسند تصنیف فرمائی۔ اور اسی طرح علمانے سنن وجوامع تصنیف کی۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں " وھؤلاء المذکورون فی اول من جمع کلھم من اثناء المئۃ الثانیۃ واما ابتداء تدوین الحدیث فانہ وقع علی راس المئۃ فی خلافۃ عمر بن عبد العزیز" (قواعد التحدیث ص۴۶ وتدریب الراوی) یعنی اول اول حدیث کو جمع کرنیوالوں میں جن لوگوں کا ذکر ہوا وہ سب کے سب دوسری صدی کے وسط میں ہوئے ہیں لیکن تدوین حدیث کی ابتدا تو پہلی ہی صدی کے اخیر میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی "

خلیفہ عادل وعابد وزاہد علامہ عمر بن عبد العزیز کے عہد مسعود میں احادیث کی صرف تدوین ہی نہیں ہوئی بلکہ سنت نبویہ کے اس عاشق صادق اور دین متین کے خادم مخلص نے حفظ احادیث وصیانت سنن کیلئے سعی بلیغ فرمائی اور ہر کارآمد طریقہ پر گامزن ہوئے اور بہترین ہر ممکن تدبیر اختیار کی۔ اور جسقدر وسائل وذرائع اور اسباب بہم وبیسر ہوسکے ان کے استعمال میں کوتاہی اور تقصیر وغفلت نہیں کی۔ ان کے کمال اہتمام واعتنا کی بین دلیل یہ ہے کہ انھوں نے فرمان شاہی کے ذریعہ دنیائے اسلام کے تمام علمی مرکزوں کی حدیثیں جمع کرائیں۔

ان عمر بن عبد العزیز کتب الی ابی بکر بن عمرو بن حزم ان انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او سنۃ او حدیث او نحو ھذا فاکتبہ لی فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء (مالک فی المؤطا بروایت محمد بن الحسن بخاری تعلیقا)

خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن عمرو بن حزم کے پاس فرمان بھیجا کہ دیکھو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا سنت یا حدیث (یا اسی قسم کا کوئی اور لفظ کہا) ملے اسکو تتبع کرکے میرے پاس لکھ بھیجو کیونکہ مجھکو علم کے مفقود ہونے اور علماء کے معدوم ہونے کا خوف ہے"

امام ابو نعیم محدث نے تاریخ اصبہان میں ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے " کتب عمر بن عبد العزیز الی الآفاق انظروا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجمعوہ (قواعد التحدیث، تدریب الراوی) عمر بن عبد العزیز نے تمام اطراف کے لوگوں کو فرمان لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر جمع کرلو" اور امام دارمی نے اپنی سنن میں عبد اللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ کتب عمر بن عبد العزیز الی اھل المدینۃ ان انظروا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبوہ فانی قد خفت دروس العلم وذھاب اھلہ" عمر بن عبد العزیز نے مدینہ والوں کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیثوں کو تلاش کر کر کے لکھ لو اسلئے کہ مجھے علم نبی کے مٹ جانے اور علما کے قبض ہو جانیکا اندیشہ ہے۔
وروی عبدالرزاق عن ابن وہب سمعت مالکا یقول کان عمر بن عبدالعزیز یکتب الی الامصار یعلمہم السنن والفقہ ویکتب الی المدینۃ یسألھم عما مضی وان یعلموا بما عندھم ویکتب الی ابی بکر بن حزم ان یجمع السنن ویکتب بھا الیہ فتوفی عمر وقد کتب بن حزم کتبا قبل ان یبعث بھا الیہ (قواعد التحدیث ص ۴۷) عبدالرزاق نے ابن وہب سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ میں نے امام مالکؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز شہر والوں کے پاس فرمان لکھ بھیجتے تھے کہ وہ لوگوں کو سنت اور فقہ کی تعلیم دیں اور مدینہ کی طرف لکھکر ان (مدینہ والوں) سے گذشتہ ایام کے حالات دریافت کرتے تھے اور لوگوں کو حکم کرتے تھے کہ جو سنت (وحدیث) ان کے پاس موجود ہو اس پر عمل کریں اور ابوبکر بن حزم کے پاس لکھتے تھے کہ سنتوں کو جمع کریں اور ان کو کتابت کر کے ان کے پاس بھیجیں لیکن حضرت عمرؒ نے وفات پائی قبل اس کے کہ ابوبکر بن حزم ان کے پاس حدیثیں ارسال کریں ہاں انھوں نے (بموجب فرمان عمرؒ) حدیثیں قلمبند کر لی تھیں" اس روایت کو امام دارمی نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔ کتب عمر بن عبدالعزیز الی ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ان اکتب الی بما ثبت عندک من الحدیث عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبحدیث عمر فانی قد خشیت دروس العلم وذھابہ (عن عبداللہ بن دینار) عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ تمہارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسقدر ثابت شدہ حدیثیں ہوں ان کو لکھوا کر میرے پاس بھیجو اور حضرت عمر (بن خطاب) کی حدیثیں بھی لکھ بھیجو کہ مجھے علم کے ضائع ہو جانے اور علماء کے وفات پانے کا ڈر ہے" ـــــ اب منکرین حدیث اور وہ حضرات جو بلا تحقیق حدیثوں کو تیسری صدی کا مجموعہ کہتے ہیں اپنے گریبان میں سر ڈالکر غور و تدبر کریں اور سوچیں کہ جب بذات خود سرور عالم صلعم نے احادیث لکھوائی کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیثوں کو لکھا جمع کیا تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ اور تابعین کرامؒ سے اخذ و تحصیل کیا اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ اسناد کے ساتھ محدثین تک منقول و مروی ہو کر پہنچیں اور انھوں نے نہایت تحقیق و تنقید کے بعد ان کو اپنی اپنی کتابوں میں جمع و درج کیا جیسا کہ ہم نے روایات اور واقعات سے ثابت کیا پس ان کا یہ قول اصلیت اور واقعیت سے یکسر خالی اور تحقیق سے بالکل بعید ہے۔

بعض معاندین و منکرین حدیث ان دلائل کو دیکھنے کے بعد جب ان سے کچھ انکا جواب نہیں بن پڑتا تو یوں اعتراض کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کی جمع کی ہوئی اور لکھی ہوئی حدیثیں کیا ہوئیں انھیں کیوں نہیں پیش کیا جاتا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب حدیثیں جو صحاح ستہ وغیرہ میں بسند صحیح مروی ہیں انھیں کی ہیں اور وہی حدیثیں ہیں۔ چونکہ ابتدا میں سب حدیثیں ایک جا جمع نہ تھیں اس لئے ان محدثین نے اپنی اپنی سند سے جمع کیا اور اوپر کی سندوں کو اپنی سند کے ساتھ ملا لیا۔ کیونکہ اگر بلا سند روایت کرتے تو ان کا اعتبار نہ رہتا اور اپنی سند نہ بیان کرتے۔

(باقی مضمون ص ۱۹ پر ملاحظہ ہو)